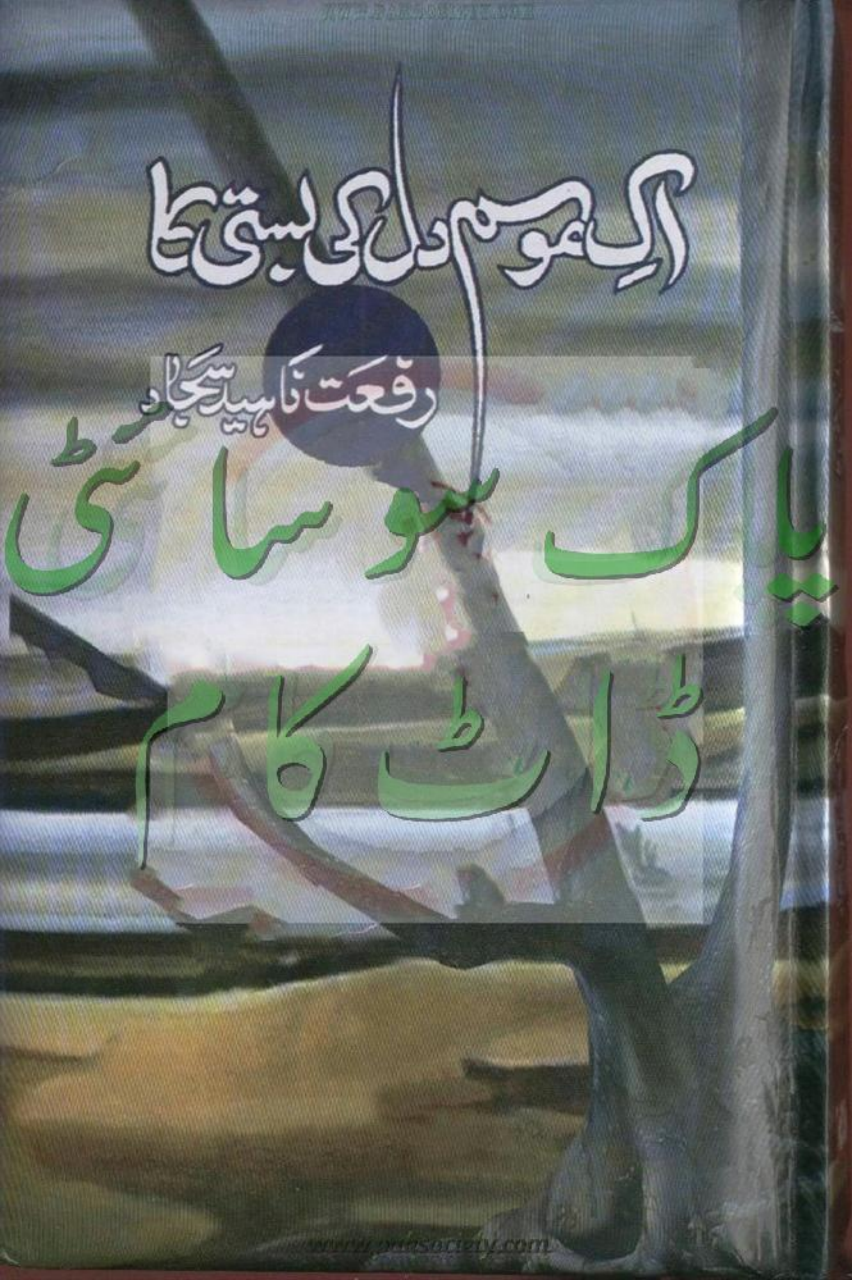

اِک موسم دل کی بستی کا
رفعت ناہید سجاد
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

اک موسم دل کی بستی کا

رفعت ناہید سجاد

شینا لائبریری
دوکان نمبر 57 پیپل چوک صدر بازار
ہری پور۔ فون 0300-8887710

خواتین ڈائجسٹ
37۔ اُردو بازار، کراچی

ایسا نقش جو مٹتا نہیں

میں کچھ بھی لکھنے سے پہلے ایک بات کا اعتراف کرتی ہوں کہ میں ٹھیک سے احاطہ نہیں کر پاؤں گی رفعت کی شخصیت اور اس کے ہنر کا۔

عمر گزر گئی رفعت سے وابستگی کو لیکن جب جب اسے پڑھا یہی لگتا ہے آج کچھ نیا جانا، میں نے اس کی تخلیقی صلاحیتوں کے بارے میں۔

رفعت کا سب سے بڑا گن یہ ہے کہ اسے بہت دور تک مار کرنے والی نگاہ عطا کی ہے قدرت نے۔ اس کی یادداشت سے چوک نہیں ہوتی۔ بیتا وقت تصویر بنا کر رکھ دے گی آپ کے سامنے۔

اس کا ایک گن یہ ہے کہ وہ بلا کی حاضر جواب ہے۔ آپ Speech less ہو کر اپنی توجیہات ڈھونڈتے رہ جائیں گے لیکن وہ تو آپ کو لاجواب کر کے جا بھی چکی۔

بلا کی ذہین، غضب کی لکھاری، بے پناہ ہمت اور پختہ ارادے میں اس کا کوئی ثانی نہیں۔

اس کے لکھے لفظ ہمارے دوست بن جاتے ہیں۔

آپ ایک بار پڑھو
یہ کیا
یہ تو آپ کے ساتھ چلنے لگا اس کے جادوئی لفظ
کہیں بات بن کر
کہیں خیال بن کر
کوئی تصویر بنتی ہوئی
آنگن میں کھل آئیں گے اس کے سچائی سے ڈھلے احساسات
اپنائیت ایسی کہ
کچھ پل کی رفاقت، صدیاں بننے لگتی ہے
مجھے نہیں پتا کتابوں کے دیباچے کیسے لکھے جاتے ہیں۔
لیکن۔۔۔
مجھے یہ پتا ہے
کہ رفعت کے کام میں ایک روشنی ہے
ایک ایسی تصویر جو اصل سے بڑھ کر ہو
آپ اس کے ساتھ کھڑے ہو جائیں، اسے ہی نمایاں دیکھیں گے
حق اور سچ بولنے میں، لکھنے میں بہت نڈر

اس کا کہا ہوا اور لکھا ہوا ہر لفظ ایک ایسی آواز ہے جو اپنا نقش چھوڑے بنا آپ سے رخصت نہیں ہوتا۔ ایسا نقش جو مٹتا نہیں ہے۔ وقت گزر رہا ہے اور گزر جائے گا۔

کل جب ہم ہونے سے نہ ہونے کے لباس میں آجائیں گے۔

وہ اپنی تحریروں سے مدتوں جیے گی، سلامت رہے گی۔

شہناز پروین سحر

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

WWW.PAKSOCIETY.COM

Famous Urdu Novels
Free pdf Library

دیوار کے ساتھ ساتھ اگے ہوئے درختوں پر چڑیوں نے شور مچانا شروع کردیا۔

یہ چڑیاں سب اس کی دیکھی بھالی تھیں۔ یہ لاان سب کو صبح آنکھ کھلتے ہی آپس میں لڑتے جھگڑتے ایک ایک تنکے کے پیچھے گتھم گتھا ہوتے دیکھتی تھی۔ سورج کی مری مری سی خیالی کرن سیدھی اس کی آنکھ میں گھستی۔

ہر روز سونے سے پہلے وہ سوچتی تھی' آج کھڑکی کے پٹ بند کر کے سوؤں گی۔ لیکن وہ اس کھڑکی سے نظر آنے والے جگمگاتے نیلے آسمان سے پہلے جدا ہونے کو تیار نہ تھی۔

رات بھر کی تھکان اور رت جگے سے بوجھل سرخ آنکھیں اس نے کھڑکی سے باہر غل مچانے والے پرندوں پر مرکوز کردیں۔ وہ اس کی بے چینی' اذیت' کرب ہر چیز سے بے نیاز پکی پکی جامنیں توڑ کر فرش پر ڈھیر کررہے تھے۔ اس نے رات بھر کی مسلی چادر پائنتی پر گرا کر کھڑکی پاٹوں پاٹ کھول دی۔ ہلکی ہلکی ہوا سے ہلکورے لیتے درخت اور درختوں کے پیچھے بہت آہستگی سے ابھرتا سورج تو اس کا اپنا ہی تھا۔

حالانکہ اب تو اس کو کوئی دلچسپی نہیں ہونی چاہیے تھی۔ اس کے دل نے تنبیہ کی تھی۔ درخت اجڑتے ہیں یا فرش بگڑتے ہیں' اس کی بلا سے۔ اس کو اینٹوں اور سیمنٹ سے بنے اس مکان پر کوئی جذباتی حق نہیں ہونا چاہیے۔

کتنی سستی اور بے زاری سے بے دار ہوتی صبح نے سارے شہر میں تہلکہ مچا کر رکھ دیا۔ اخبار والے' جمعدار' دودھ والے۔

Famous Urdu Novels
Free pdf Library

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

WWW.PAKSOCIETY.COM

میونسپل کمیٹی کے ٹرک پر سات آٹھ جمعدار اونچے قد کی جھاڑوئیں لے کر سڑک کو ٹریفک شروع ہونے سے پہلے چمکانے کی جدوجہد میں تھے۔ ابھی تھوڑی دیر میں ٹریفک کا سیلاب گھروں سے کیچڑ پہیوں میں لپیٹ کر نکلے گا اور سرمئی سڑک کو غلاظت میں لپیٹ کر چل دے گا۔

یہ سڑک بھی اس کی اپنی تھی۔

اور سائیکلوں پر سوار ٹین کے بنٹوں میں دودھ بیچنے والے بھی۔

تیز تیز پیڈل مارتا وہ جواں ہمت اخبار والا بھی۔ جو بچوں کے جہاز کی طرح ایک اڑان میں اخبار دیوار سے پورچ تک پھینک ڈالتا۔ہاں ایک وقت تھا جو اس کو اخبار کی شدت سے ضرورت تھی۔ وہ دوڑتی ہوئی اخبار اٹھا کر سیڑھیاں چڑھ جاتی۔ لیکن اب کوئی خبر کوئی واقعہ ایسا نہیں رہا تھا جو نیا ہو جس کو سننے کی خواہش رہ گئی ہو۔

اس نے گھڑی دیکھی۔ برآمدے میں ٹرالی کی رگڑ کے ساتھ برتنوں کی چھن چھن اس بات کی علامت تھی کہ آپا اماں جان گئی ہیں کہ وہ جاگ رہی ہے۔ آپا اماں کے دل میں وہ کلاک رکھا ہے جس کا ایک سرا اس کی پلکوں سے جڑا ہے۔ ادھر اس کی آنکھ کھلی ادھر دروازے پر دستک ہوئی۔

"آجایئے اماں۔" اس نے چہرے سے ساری تھکان دھو کر بشاشت سمیٹ لی۔ ان افسردہ لوگوں کو مایوسی میں لپیٹ دینے کا کیا فائدہ؟ انسان اپنا زور بکھرنے نہ دے تو محفوظ بھی رہتا ہے اور لوگوں کی ترس کھاتی نگاہوں سے بچا بھی۔

سو اس نے خوش خلقی اور مسکراہٹوں کے جلو میں آپا اماں کو ریسیو کیا۔

"آج تو بہت کام ہیں آپا اماں۔ اور ریل کارے پھپھو کو لینا ہے۔ بخشی چاچا کو یاد دلا دینا مجھے کہیں جانا ہے ضروری۔"

"تم جاگ گئیں بیٹا؟" آپا اماں نے اس کی تقریر پر توجہ ہی نہ دی۔

"رات نیند ٹھیک سے آئی؟"

آپا اماں نے پاپا کے بعد سے یہ فقرہ اپنی عادت بنالیا تھا۔ ان دونوں نے شک سے ایک دوسرے کی سرخ آنکھوں کو دیکھا۔ پھر وہ نظریں بچانے لگیں۔

"آ ہی ہو گا بیٹا۔" آپا اماں نے بہت گہرا سانس لیا۔

"وہ کوئی پہلی مہمان تو نہیں رہیں۔"

واقعی۔ ابھی کچھ دن پہلے اس گھر میں جو کہرام مچا تھا۔ وہ ٹھنڈا نہیں پڑا تھا۔ لوگ بڑی مصیبتوں سے دور دراز کے سفر کرکے پاپا کا پرسہ دینے آتے لیکن اس کے دل میں آگ لگا کر رخصت ہو لیتے۔ وہ آنسو بہا کر اپنے آپ کو چوک میں نہیں کھڑا کرنا چاہتی تھی۔ اس کو بہادری کے سارے اعزاز سمیٹنے کا شوق تھا شاید اسی لیے تائی اماں نے جاتے ہوئے اس کے خوب لتے لیے تھے۔ ان کے گمان میں وہ نہایت بے لگام اور خود غرض لڑکی تھی۔ جو باپ کی ناگہانی وفات پر آنسو بہانے کے بجائے اس لیے خوش خوش پھرتی تھی کہ وہ اچانک اتنی بڑی دولت کی مالک بن گئی ہے۔

وہ خاموش رہتی تھی۔

تائی اماں کے ساتھ ولید بھائی تھے۔

حالانکہ ولید بھائی اسے کبھی برے نہیں لگے۔ وہ جب بھی ان کے ہاں آتے سوغاتوں سے لدے پھندے وہ اس کو چھوٹی سی بچی سمجھ کر مذاق [illegible] نہیں آتے تھے۔ اور یہی تائی اماں تھیں جو

ولید بھائی کے حملوں سے اپنے بیٹے کی پناہ میں لیے انہیں برا بھلا کہتی رہتیں۔

"اے ہٹ کم بخت۔ کیا دیوانہ ہوا ہے؟"

زندگی انہی دیواروں اور چھتوں کے نیچے تبدیل ہو جاتی ہے۔ دراصل یہ حفاظت اور پناہ کا احساس اینٹ مٹی سے نہیں ہوتا۔ یہ لوگ ہی ہوتے ہیں جو ہمیں ہر طرح کی آفت سے پناہ میں لیے رکھتے ہیں۔ حالانکہ اس کے تمام عزیزوں کا کوئی قصور نہیں تھا تائی اماں کا بھی نہیں وہ اس کو لینے ہی تو آئی تھیں۔ صدقے قربان ہوتی اور اپنے شوہر مرحوم کی آخری نشانی کی وفات پر بین کرتی۔ بے وقوفی تھی تو بیلا کی تھی۔ جو اس نے چکراتے اور بوکھلاتے سر کے ساتھ سب کے سامنے سارا کچا چٹھا رکھ دیا۔

وہ یہ سمجھ بھی نہ پائی کہ ولید بھائی نے اچانک آنکھیں کیوں پھیر لیں۔ اور تائی اماں کو اس کی ذات میں ہر طرح کا کیڑا کیوں نظر آنے لگا۔ حالانکہ ابھی پاپا کی زندگی میں وہ ان کی زندگی کا مرکز تھی۔

وقت انسان کو بہت جلدی معتبر بنا دیتا ہے۔ شاید اسی لیے پھولوں میں جھکورے لیتی لڑکیاں کانٹوں کے چبھنے پر بھی واویلا نہیں مچاتیں۔

ماموں کلیم اسے لینے آئے تو اتنی عقل اس میں آگئی تھی کہ ساری رام کہانی سنانے کے بجائے اس نے محبت بھری معذرت کرلی۔

"کوئی بات نہیں ماموں۔ یہاں نوکر سب پرانے ہیں اور یہ گھر ہے۔ اور یہ گوشی بھی تو ساتھ ہی میں رہتی ہے۔ یہ ہر وقت خیریت معلوم کرنے آتی رہتی ہے۔ ہاں جب کبھی دل گھبرایا آپ کے پاس ضرور آؤں گی۔"

وہ رخصت ہوتی ممانی کی آنکھوں کی نفرت پلکیں جھپک جھپک کر ٹالتی رہی۔

تو گویا خاندان بھر کی نظر میں بیلا خود سر گستاخ اور نری بد تہذیب ہونے کی شہرت پا چکی تھی۔

ان کی دیوار کے اس طرف گوشی وغیرہ اس وقت آکر آباد ہوئے تھے جب ابھی وہ بہت چھوٹی چھوٹی تھیں۔

انکل ٹرانسفر ہو کے ان کے شہر میں آئے تو اس نئی جگہ پر نہ ان کا دل لگتا تھا نہ آنٹی کا۔ یہ پاپا ہی تھے کہ جن کی وجہ سے اجنبی شہر بھی اپنا بن گیا۔ ان کی آنکھوں کے سامنے بیلا کی ماں مرض الموت میں مبتلا ہوئی تھیں۔ انہی لوگوں نے زندگی کے آخری ایام میں ان کی خدمت کی۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے پاپا کو اس حالت میں دیکھا تھا۔

شام کو ایکسرسائز کے لیے لان میں دوڑتے تو وہ ساتھ دوڑتی۔ وہ دن بھر کی رپورٹ سنا نہ لیتی تو بے چین رہتی۔ کالج کے قصے، دوستی کی باتیں، بے وقوف گوشی کی حماقتیں، پھر وہ برآمدے میں آکر پسینہ پونچھنے لگتے تو وہ بڑی شان دار چائے بنا لاتی۔

"گوشی۔" چائے کی پیالی ہاتھ میں تھامے وہ وہیں دیوار کے نیچے آکر چلاتی۔

گوشی اسٹول پر چڑھ کر دیوار پر لٹک جاتی۔ وہ جانتی تھی ایسا ہی ایک اسٹول دیوار کے دوسری طرف انہی مقاصد کے لیے پہلے سے موجود ہوتا ہے۔ وہ دیوار سے اچھل کر اسٹول پر اور اسٹول سے زمین پر آجاتی۔

ٹرے میں ہمیشہ تین پیالیاں موجود رہتیں۔

"اماں۔" وہ پروٹسٹ کرتی۔ "خالی چائے انکل۔" وہ چلاتی۔ "کیا اس حقیر چائے کے لیے آپ مجھے آوازیں دے رہے تھے۔"

"تم بہت موٹی ہو رہی ہو گوشی۔ اماں نے [illegible] ہیں لیکن میں جان بوجھ کر چھوڑ آئی

FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہوں۔" بیلا اتراتی۔

پاپا اپنی ساری ایکسر سائز بھول کر اپنی پلیٹ میں گوشی کے چھپا کر لائے پکوڑے بھر لیتے۔ وہ دونوں شرط لگا کر کھاتے اور جانے ان میں سے جیتتا کون تھا۔ پھر شام کو پاپا نہا دھو کر اپنی بزنس کمیونٹی کے ساتھ کلب نکل جاتے۔

ممی کے انتقال کے بعد بیلا کو گوشی کے گھر سے آگے کہیں جانے کی اجازت بھی نہیں تھی۔ وہ پاپا کے آنے سے پہلے پوری شام بیڈ منٹن کھیل کر گزارتیں کہ گوشی نے آج پھر زیادہ کیلوریز لے لی تھیں۔

بیلا کے ساتھ پاپا کا بس یہی شام بھر کا ساتھ ہوتا لیکن اس رتی بھر ساتھ میں بھی کوئی چیز ادھوری نہیں رہ جاتی تھی۔

پھر وہ اور گوشی ہوتیں۔ وہ شرطیں لگا کر کتابیں پڑھتیں۔

نئی ترکیبیں باورچی خانے میں تختہ مشق بنتیں۔ اتنی کہ رحیم چاچا عاجز آجاتے۔ ان کے خیال میں اتنی اچھی لڑکیوں میں سلیقہ نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ جس دن وہ کوئی چٹپٹی سبزی بناتیں۔ اس دن تو باورچی خانہ برتنوں سے اور کوڑے کی ٹوکری سبزیوں کی اترن سے بھر جاتی۔ وہ دونوں ایک دوسرے پر چیختی چلاتیں لیکن ہمیشہ ایک آنچ کی کسر رہ جاتی۔ کبھی کارن فلور ڈالنا یاد نہ رہتا۔ کبھی سبزیوں میں چمچہ چل چل کر بھرتہ بن جاتا۔

ٹی وی کی بے ہودہ سے بے ہودہ نشریات بھی کشن پیٹ میں ٹھونس کر بیٹھے دیکھنا بہت اچھا لگتا۔

پاپا رات گئے آتے۔ وہ کبھی بزنس اور اس کے جھمیلے ساتھ نہیں لاتے تھے۔ سوائے منیجر صاحب کے گھر میں کسی کا آنا جانا نہیں تھا۔ لیکن گھر میں کسی عورت کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ باہر کے لوگوں کی گھر میں آمدورفت کو یا ان کے جگہ جگہ پھرتے رہنے سے خوف زدہ ہوتے تھے۔

دراصل اپنی ذات پر سے ان کا اعتبار اٹھتا جا رہا تھا۔ وہ شاید بیلا کو کھونا برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ وہ لوگ سر کھا کر اپنے گھر میں چلی جاتیں تو پاپا آفس والے کمرے میں جا بیٹھتے۔

انہوں نے کسی قسم کی پابندیاں عائد نہیں کی تھیں۔ لیکن بیلا جانتی تھی کہ پاپا یہ پسند کریں گے۔

گوشی دندناتی ہوئی سیڑھیاں پار کرتی جا دھمکتی۔ پاپا جانتے تھے وہ چیختی چلاتی رہے گی۔ اسی لیے ان کو کاغذات سمیت کریمن ہولڈر میں اٹکا کر اس کی طرف متوجہ ہونا پڑتا۔

"آخر آپ لوگ کتنا پیسہ کمانا چاہتے ہیں؟"

"دیکھو بی بی۔" وہ رسان سے سمجھاتے۔ "پیسہ کمانے کے لیے کوئی ٹارگٹ نہیں ہوتا۔ آپ کسی بزنس مین کو یہ نہیں سمجھا سکتے کہ آپ کا ہدف یہ ہے۔ بس اتنا پیسہ آپ کو کمانا ہے۔"

"اگر تم لوگ کچھ دن کے لیے میرا سر کھانا چھوڑ دو تو میں بہت بڑے پراجیکٹ پر کام کر رہا ہوں۔ اتنے اہم اوراق پراجیکٹ پر کہ۔۔۔ اور یہ بیلا کہاں گئی جو تم میرا سر کھانے آگئی ہو۔" وہ رسانیت سے اتر کر جھنجلانے لگے۔

"کچھ نہیں۔ صرف ایک تقریر ہی کرنی تھی۔"

☼ ☼ ☼

پھر اس دن آفس میں انہوں نے ڈاکٹر بشارت کو فون کر کے بلایا۔ وہ ایک مدت سے پاپا کے دوست تھے۔ اور جب آجاتے تو گھر بھر کا جنرل چیک اپ ان کے ذمہ ہوتا تھی کہ وہ گوشی کے ابو کو بھی بری نہیں کرتے تھے۔

وہ نیچے آکر بہت خفا ہوئے۔

انہوں نے بیلا کو الگ جھاڑا۔ "اپنے باپ کا نمک چینی گھی سب کچھ بند کر دو ایک دم۔"

اس نے کیمپس جاتے جاتے پہلی مرتبہ اپنے باپ کا چہرہ اترا دیکھا۔

"پاپا۔ انکل بشارت کس بات پر ناراض ہو رہے تھے؟"

"انکل بشارت ناراض ہونے کے علاوہ اور کیا کر سکتے ہیں بیٹا۔ بشارت کو میڈیکل کی ڈگری کوڑے کے ڈھیر سے پڑی ملی تھی۔ پہلے اس کا نام کچھ اور تھا ڈگری مل جانے پر بدل لیا ہے۔"

وہ پاپا کی بشاشت بھری طبیعت سے آگاہ تھی۔ لیکن پتا نہیں کیوں اسے شک سا ہوا۔ وہ ایسے ہی شگفتہ نظر آنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

بعض چیزوں پر شک کا فائدہ ہمیں شدید نقصان پہنچاتا ہے۔

اس لیے۔ اگر وہ اس وقت پاپا کی شگفتگی کے دھوکے میں نہ آتی تو اتنا بڑا نقصان نہ اٹھاتی۔

منیجر صاحب بوکھلائے ہوئے گھر آئے تو دنیا اپنے اپنے کاموں میں تھی۔ بیلا گوشی کیمپس تھیں۔ گوشی کے ابو آفس تھے اور اماں پڑوس میں ملنے ملانے کے چکر میں۔

بیلا اتنے بڑے طوفان کا اتنی نرم مزاجی سے مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ وہ کیمپس سے واپس آئی تو کتنی دیر تک اس نے سفید چادر اوڑھے پاپا کو پہچاننے سے انکار کر دیا۔ اسے لگا اس کی بصارت ختم ہو رہی ہے۔ زمین آسمان گڈمڈ ہو کر چکرا رہے ہوں۔

☼ ☼ ☼

"تم ہمیشہ کی کام چور اور کاہل ہو۔" گوشی دیوار سے اسٹول کے سہارے چھلانگ مار کر اترتی۔

"تمہیں پتا تھا آج تمہیں ہر حال میں کیمپس جانا ہے۔ ابو چلے گئے ہیں ساری صبح وہ ہارن بجاتے رہے خود تو جاؤ گی بسوں سے دھکے کھاتی' مجھے خوا مخواہ خوار کرو گی۔ رحیم چاچا۔ ناشتا۔"

وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھ جاتی۔

بیلا جانتی تھی وہ کیوں چلاتی ہے۔ کیوں بار بار غصے میں آجاتی ہے۔

صرف اس لیے کہ گھر میں پڑے اس جمود اور سناٹے کو توڑ دے۔ ہم آنکھیں بند کر کے بھی تو آسانی سے مسائل سے بھاگ لیتے ہیں۔ وہ یہ تاثر دینا چاہتی ہے کہ اس گھر سے ایسا کوئی شخص غائب نہیں ہوا۔ جس کے بغیر یہ دنیا تہ بتر ہو جائے۔

"اگر آج کا لیکچر مس کیا تو کل سے میں تمہارا انتظار نہیں کروں گی۔" وہ کسی بے ضرر سی چیز کو لڑھکا دیتی۔ سناٹے میں ارتعاش پیدا ہوتا۔

لیکن یہ بہت عارضی بہت مصنوعی ہوتا۔ حقیقت آنکھیں پھاڑے اپنے نظریں کترانے والوں کو گرفت میں لینے کی منتظر رہتی۔

کیا اس طوفان بدتمیزی سے بلائیں ٹل جاتی ہیں؟

حقیقت چھپ جاتی ہے؟

گوشی کا خیال تھا وہ دھاڑیں مار کر روئے گی۔ بے ہوش ہو جائے گی اور شاید اس صدمے کو سہارنے کے لیے زندہ بھی نہ رہ سکے۔

لیکن اس نے جس استقلال اور جرات سے اس مصیبت کا سامنا کیا اس نے گوشی کو بوکھلا دیا۔

اس سے تو اچھا تھا وہ سینہ کوبی کرتی' بال نوچتی اور جاہل عورتوں کی طرح چلا چلا کر بین کرتی۔ لیکن یوں

Famous Urdu Novels
Free pdf Library
FAMOUS URDU NOVELS FREE PDF LIBRARY